110591-اپنے ملک سے دور بیوی کا خاوند تبلیغ کے لیے جاتا اور اس سے برا سلوک کرتا اور طلاق دینا چاہتا ہے

سوال

میں آپ سے اپنی زندگی کی شقاوت و بدبختی کو خفیہ نہیں رکھنا چاہتی جس سے میں گزر رہی ہوں، حتی کہ میں تو دعا قبول ہونے سے بھی ناامید ہوگئی ہوں، میں چار بچوں کی ماں اور ایک ایسے شخص کی بیوی ہوں جسے میں پسند نہیں کرتی، میں نے اس کے ساتھ بہت کوشش کی لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا.

میں محسوس کرتی ہوں کہ میرا عقیدہ بھی بہت متاثر ہوگیا ہے، میرے خاوند کے ساتھ تعلقات لڑائی اور جھگڑے میں تبدیل ہو چکے ہیں، اور بالآخر میرا خاوند یہ اعلان کرتا ہے کہ یہ چیز واجب نہیں، اور اللہ کی راہ میں تبلیغ کرنے نکل جاتا ہے کیونکہ یہ فرض عین ہے.

ہماری زندگی جبر و ستم اور برے سلوک کی ایک کڑی بن چکی ہے، یہ سلسلہ صرف میرے ساتھ ہی نہیں بلکہ اپنے بچوں پر بھی جبر کرتا ہے جو ابھی نابالغ ہیں انہیں نفلی روزے رکھنے پر مجبور کرتا ہے، میں نے گیارہ برس تک بغیر کسی زندگی میں ٹھراؤ کے اپنے ملک سے دور صبر سے کام لیا ہے.

میرے سارے بچوں نے سعودی عرب کی نیشنلیٹی حاصل کر لی ہے، لیکن میرا خاوند مجھے سعودی عرب کی شہریت حاصل نہیں کرنے دیتا، میری زندگی لایعنی سی بن کر رہ گئی ہے، اس نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ مجھے لے کر میرے ملک جائیگا اور پھر سوچے کہ میرے بارہ میں کیا کرنا ہے.

میری سوچ پر یہ حاوی ہے کہ اگر میرا خاوند فوت ہوگیا تو میں کیا کروں گی، میری جیسی بیوہ کے ساتھ کون شادی کرے گا؟ میرے بچوں کو محبت و پیار کون دے گا، اور ان کی دیکھ بھال کون کریگا؟

میں اپنے بچوں کو خرچ کیسے برداشت کرونگی جبکہ میری کوئی بہن بھی نہیں ہے، اور میرا بھائی ابھی تک اپنے کفر پر قائم ہے، لیکن میرے ماں باپ مسلمان تو ہیں اور وہ بھی دین کا التزام نہیں کرتے.

میرے خاوند کے خاندان والے امریکہ میں مکمل یورپی طرز کی زندگی بسر کر رہے ہیں، میرا خاوند برے اخلاق کا مالک ہے، بہت زیادہ قیام کرتا اور روزے تو رکھتا ہے لیکن اخلاق اچھا نہیں، اور مجھے ہر دن زیادہ اختلافات کی طرف لے جا رہا ہے، اور لعنت اور کفریہ کلمات کی طرف دھکیل رہا ہے!

میں اپنے آپ کو کیسے بچاؤں؟ کیا کروں؟ حتی کہ اگر میں تھوڑی سی رقم حاصل کر لوں تو خاوند میرے پاس نہیں رہنے دیتا، میں اب بھی اس سے محبت تو کرتی ہوں لیکن پریشان اس لیے ہوں کہ اگر خاوند فوت ہوگیا تو کیا ہوگا؟

پسندیدہ جواب

اول:

خاوند کا دعوت و تبلیغ میں مشغول ہو کر اپنے بیوی بچوں کا خیال نہ کرنا اور ان کے حقوق کی ادائیگی نہ کرنے کے متعلق ہم درج ذیل سوالات کے جوابات میں تفصیل بیان کر چکے ہیں آپ ان جوابات کا مطالعہ کریں:

سوال نمبر (6913) اور (3043) اور (23481).

دوم:

آپ نے سوال کے شروع میں یہ کہا ہے کہ:

"حتی کہ میں اپنی دعا کی قبولیت سے بھی ناامید ہو چکی ہوں" !

یہ بات کہنی غلط اور شریعت اسلامیہ کے مخالف ہے، اللہ سبحانہ و تعالی مسلمان کی دعا قبول فرماتا ہے یا پھر قبول نہیں کرتا، اگر اس کی دعا قبول نہیں ہوتی تو اسے اپنے اندر اس کے اسباب کو تلاش کرنا چاہیے، کیونکہ ہو سکتا ہے اس کے اندر کوئی ایسا سبب پایا جاتا ہو جو دعا کی قبولیت میں مانع ہو، مثلا حرام کھانا، اور حرام کا لباس زیب تن کرنا، اور گناہ کی دعا کرنا.

اس کی مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (5113) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور جب اللہ سبحانہ و تعالی اپنے بندے کی دعا قبول کرتا ہے تو پھر اس قبولیت کا یہ معنی نہیں کہ اس کا مطلوب پورا ہو کر رہے، بلکہ اس کے ساتھ دو چیزوں کا اضافہ کرنا چاہیے، یا تو جو اس نے مانگا وہ پورا ہوگا، یا پھر اس دعا کا اجر و ثواب روز قیامت کے لیے زخیرہ کر لیا جاتا ہے، اور دعا کے مطابق اس سے برائی دور کر دی جاتی ہے.

ابو سعید رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو مسلمان بھی کوئی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ نہ ہو اور نہ ہی قطع رحمی ہو، تو اللہ سبحانہ و تعالی اسے اس دعا کے بدلے تین چیزوں میں سے ایک ضرور عطا کرتا ہے: یا تو جلد اس کی دعا قبول کر لی جاتی ہے، یا پھر اسے آخرت کے لیے زخیرہ کر لیا جاتا ہے، یا پھر اس سے اتنی ہی بری چیز کو دور کر دیا جاتا ہے.

صحابہ کرام نے عرض کیا: پھر تو ہم کثرت سے دعا کریں گے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تو اس سے بھی زیادہ دینے والا ہے"

مسند احمد حدیث نمبر (10749) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح الترغیب والترھیب حدیث نمبر (1633) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی قبولیت سے ناامید ہو جانے سے منع فرمایا ہے، اور بیان فرمایا کہ اس طرح کے شخص کی دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ اس کی ناامیدی اسے دعا چھوڑنے کا باعث بن جاتی ہے، بلکہ دعا تو اس کی قبول ہوتی ہے جو بار بار دعا مانگتا ہے، اور آہ و زاری اور التجا کرتا ہے، اس کی دعا قبول نہیں ہوتی جو اپنے رب کو کہے قبول کرنی ہے تو ٹھیک و گرنہ نہیں، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی تو اپنی مخلوق سے غنی و بے پرواہ ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بندے کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی رہتی ہے جب تک وہ گناہ یا پھر قطع رحمی کی دعا نہیں کرتا جب وہ جلد بازی سے کام نہ لے.

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: جلد بازی کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بندہ کہتا ہے میں نے بار بار دعا کی پھر دعا کی لیکن مجھے لگتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوگی تو ناامید ہو کر دعا کرنا ہی چھوڑ دیتا ہے"

صحیح بخاری حدیث نمبر (5981) صحیح مسلم حدیث نمبر (2735) مندرجہ بالا الفاظ مسلم کے ہیں.

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اس حدیث میں دعا مانگنے کے آداب بیان ہوئے ہیں کہ اللہ سے مانگا جائے اور ناامید نہ ہوا جائے؛ کیونکہ ایسا کرنے میں اللہ تعالی کے سامنے سر خم تسلیم کرنا اور اس کی اطاعت اور اس کے سامنے عاجزی وانکساری کا اظہار ہے۔

حتی کہ بعض سلف رحمہ اللہ کا قول ہے :

مجھے دعا کی قبولیت سے محروم ہونے کی بجائے دعا سے محروم ہونے کا زیادہ ڈر ہے...

مومن کی دعا رد نہیں ہوتی، یا تو اسے جلد قبول کر لیا جاتا ہے، یا پھر اس سے اس جیسی کوئی برائی دور کر دی جاتی ہے یا پھر اس کے لیے اس سے بھی بہتر آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیا جاتا ہے۔

داودی رحمہ اللہ نے بھی اسی طرف اشارہ کیا ہے، اور ابن الجوزی رحمہ اللہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"یہ علم میں رکھیں کہ مومن کی دعا رد نہیں ہوتی، لیکن یہ ہے کہ اس کے لیے قبولیت میں تاخیر بہتر ہوتی ہے یا پھر اسے اس کے عوض میں جلد ہی کوئی بہتری عطا کر دی جاتی ہے، یا دیر میں، اس لیے مومن کو اپنے پروردگار سے دعا مانگنا ترک نہیں کرنی چاہیے۔

کیونکہ بندہ دعا کر کے اللہ کی عبادت کرتا ہے، جس طرح کہ بندہ تسلیم کر کے اور اللہ کے سپرد کر کے اللہ کی عبادت کرتا ہے"

دیکھیں : فتح الباری (141/11).

سوم :

ہم نہیں جانتے اور نہ ہی ہمیں سمجھ آ رہی ہے کہ ہم ایسے خاوندوں کی صفت کیسے بیان کریں جو اپنی بیوی اور بچوں کا خیال نہیں کرتے اور اللہ تعالی کی جانب سے ان کے مقرر کردہ حقوق کی ادائیگی نہیں کرتے، ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ انہوں نے اسلام کو کیا سمجھا ہے جس کی طرف یہ لوگوں کو اسلام پر چلنے کی دعوت دینے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔

حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے تو خاوندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی بیوی اور بچوں کے ساتھ حسن سلوک کریں اور انہیں اللہ نے ان گردن پر امانت رکھا ہوا ہے، اور ان کے لیے خیر خواہی کو واجب قرار دیا ہے، اور بیوی بچوں کو جہنم کے عذاب سے بچانا واجب کیا ہے، اور پھر دوسروں کی بجائے انہیں دعوت دینا اولی و بہتر ہے۔

ابتدائی طور پر اللہ سبحانہ وتعالی نے جو آیت اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی وہ یہ تھی :

.{اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈارئیں}.الشعراء (214).

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سبحانہ وتعالی کے اس حکم کو بجالاتے ہوئے اپنے چچا ابو طالب کو اسلام کی دعوت دی، اور اسے ساری عمر دعوت دیتے رہے حتی کہ ابو طالب کی موت کے وقت بستر مرگ پر بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام قبول کرنے کی دعوت دی پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس اور پھوپھی صفیہ اور اپنی بیٹی فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہم کو جمع کر کے انہیں دعوت دی، اور انہیں نصیحت فرمائی، اور انہیں روز قیامت اور حساب و کتاب یاد دلایا اور فرمایا کہ وہ روز قیامت ان کے کسی کام نہیں آسکیں گے۔

اسی طرح اپنی زوجہ خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا کے ساتھ بھی کیا اور انہیں دعوت پیش کی تو زمین میں سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی وہی خاتون تھیں۔

اللہ کی راہ میں دعوت و تبلیغ کرنے والے شخص کو چاہیے کہ سب سے پہلے تو وہ اپنی نیت خالص کرے اور پھر اپنے عمل میں متقن ہو یعنی مہارت سے کام کرے۔

اخلاص میں یہ شامل ہوتا ہے کہ وہ دعوت الی اللہ میں اللہ سبحانہ وتعالی کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کی نیت رکھتا ہو.

اورمہارت یہ ہے کہ : سب سے پہلے دعوت کا کام اپنے گھر والوں سے شروع کرے، دوسروں سے نہیں بلکہ اپنے گھر سے ابتدا کرے، اورانہیں نصیحت کرنے اوران کے ساتھ خیر و بھلائی میں کوئی کوتاہی مت کرے، اس میں غلفت مت برتے اورنہ ہی وہ گھر کو چھوڑ کر لوگوں کو دعوت دیتا پھرے یا پھر دنیاوی امور میں مشغول رہے.

اور اگر اس کی بیوی اس کے گھریلو کام کاج کرتی اوراس کی اولاد کی تربیت و دیکھ بھال کرتی ہے تو وہ خاوند کو بہت ہی اہم پیغام دے رہی ہے، اورایک بہت ہی اہم کام میں خاوند کا ہاتھ بٹارہی ہے، اس لیے وہ اس کی حفاظت کرے، چاہے بیوی اس کے گھر میں اجنبی اوراپنے اہل عیال سے دور ہے خاوند پرواجب ہے کہ وہ اس کی خاص دیکھ بھال کرے اوراس کی کمزوری پر رحم کرے اوراس کی اجنبیت کا احساس رکھتے ہوئے اس کے ساتھ نرم برتاؤ کرے، اوراس پر جبر وظلم و ستم مت کرے.

ہمارے پاس توآپ کے خاوند کواس کے ان اعمال پر اسے غلط کہنے کے علاوہ کچھ نہیں، اورہم آپ کو صبر و تحمل کی نصیحت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ اللہ سبحانہ وتعالی سے اپنے خاوند کی ہدایت کے لیے دعا کرتی رہیں، امید ہے اللہ تعالی اس کی حالت کو بدل کر اسے اچھی حالت میں کردے.

اور آپ سے امید رکھتے ہیں کہ آپ ناامید مت ہوں، اوریہ علم رکھیں کہ اللہ سبحانہ وتعالی تواپنی مخلوق پرایک رحمدل ماں جو اپنے بچے پر رحم کرتی ہے سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے.

اوراگر طلاق بھی ہوجائے تو یہ دنیا کی انتہاء نہیں ہے کہ طلاق ہونے پر دنیا ختم ہوجائیگی، اوریہ یادرکھیں کہ آپ کو روزی دینے والا خاوند نہیں کہ وہی آپ کواورآپ کی اولاد کو روزی دے رہا ہے، بلکہ روزی تواللہ دیتا ہے جوحی وزندہ ہے اسے موت کبھی نہیں آئیگی.

اورپھر اللہ سبحانہ وتعالی کے خزانے تو ختم ہونے والے نہیں، ہمیں تواللہ سبحانہ وتعالی نے بتایا ہے کہ ہوسکتا ہے طلاق کے ساتھ روزی میں وسعت اور مشکل سے نجات ہوجائے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{**اوراگر وہ علیحدہ ہوجائیں تواللہ سبحانہ وتعالی ہرایک کواپنے فضل وکرم سے غنی کردیگا، اوراللہ تعالی بڑی وسعت والا حکمت ولا ہے**}.النساء(130).

طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں :

.{**اللہ تعالی ہرایک کواپنی وسعت سے غنی کردیگا**}.

اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ تعالی خاوند اور طلاق یافتہ عورت دونوں کو اپنے فضل وکرم کی وسعت سے غنی کردیگا اس عورت کواس خاوند جس نے اسے طلاق دی سے بھی بہتر اوراچھا خاوند دے کر یا پھر وسیع روزی اور عفت و عصمت دے کر غنی کردیگا.

اوراس مرد کووسعت رزق دے کر اوراچھی بیوی دے کر جو طلاق یافتہ بیوی سے اچھی ہو یا پھر عفت و عصمت دے کر غنی کردیگا.

.{**اوراللہ تعالی بڑی وسعت والا ہے**}.

یعنی : اللہ سبحانہ وتعالی ان دونوں کے لیے بڑی وسعت کرنے والا ہے، ان کے لیے اوردوسری مخلوق کے رزق میں وسعت کرنے والا ہے.

حکیما بڑی حکمت والا ہے.

اللہ نے ان دونوں کے مابین جو علیحدگی اور طلاق کا فیصلہ کیا ہے اس میں بڑی حکمت پائی جاتی ہے، اس اور اس کے علاوہ دوسری آیات میں جو حکمت کے معانی ہم جان چکے ہیں اور دوسرے احکام اور اس کی تدبیر اور مخلوق کے بارہ میں فیصلوں کے اندر بڑی حکمت پائی جاتی ہے" انتہی

دیکھیں: تفسیر طبری (294/9).

بہت ساری عورتیں اس حقیقت سے غفلت میں رہتی ہیں اور یہ گمان کرتی ہیں کہ طلاق سے اسے فقر وفاقہ حاصل ہوگا، یہ اعتقاد میں خلل ہے اس سے اجتناب کرنا اور ایسے اعتقاد کو چھوڑنا واجب ہے، اسی طرح یہ واقع کے بھی مخالف ہے، جس طرح نکاح غنی کرنے کا باعث ہے اسی طرح طلاق میں بھی ہوسکتا ہے.

چہارم:

ہمیں جس چیز نے پریشان کیا اور قلق میں ڈال دیا ہے وہ آپ کے لیٹر کا اختتام ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کا خاوند آپ کو کفریہ کلمات کہنے کی طرف لے جاتا ہے!

اگر تو یہ صرف خدشہ کی حد تک ہے کہ ہوسکتا ہے ایسے کلمات نکل جائیں تو خطرناک معاملہ ہے اس پر خاموشی اختیار کرنا حلال نہیں، آپ کو ایسے خاوند سے جتنی جلدی ہوسکے چھٹکارا حاصل کرلینا چاہیے جس کے بارہ احتمال ہے کہ وہ آپ کو کفریہ کلمات بولنے تک لے جائے.

لیکن اگر آپ ایسے واقعہ کے متلق بتا رہی ہیں جو ہوچکا ہے، یعنی آپ نے بالفعل کفریہ کلمات ادا کیے ہیں تو آپ کو علم ہونا چاہیے کہ آپ شر و برائی اور بڑے گناہ میں پڑی ہیں جس کا آپ کے خاوند کی جانب سے صادر شدہ اشیاء کے ساتھ مقارنہ اور موازنہ نہیں کیا جاسکتا.

کیونکہ بغیر کسی جبر و اکراہ اور غلطی کے کہا گیا کلمہ اور الفاظ انسان کو دائرہ اسلام سے خارج کردیتا ہے، اور اگر اسے اسی پر موت آجائے اور وہ اپنے آپ کو توبہ کرکے نئے سرے سے اسلام میں لاکر نہ بچائے تو وہ دائمی جہنم میں رہے گا.

اس لیے اگر آپ سے ایسے الفاظ ادا نہیں ہوئے تو آپ ان سے شدید اجتناب کریں، اور اگر ادا ہوچکے ہیں تو یہ علم رکھیں کہ یہ اسلام سے ارتداد ہے اور ایسا کرنے سے سارے نیک و صالح اعمال تباہ ہوجاتے ہیں، اور عقد نکاح فسخ ہوجاتا ہے، الا یہ کہ آپ توبہ کرتے ہوئے نئے سرے سے اسلام میں داخل ہوجائیں.

ہمیں سب سے زیادہ خدشہ اور خطرہ یہی ہے کہ کہیں آپ نے ایسے الفاظ کہہ نہ دیے ہوں، کیونکہ عورت کو شیطان آہستہ آہستہ اس طرح کے امور کی طرف لے جاتا ہے، یا پھر زندگی کی مشکلات اسے کفریہ کلمات کی طرف دھکیل دیتی ہیں.

اور ہوسکتا ہے کہ خاوند دیکھے کہ بیوی دینی طور پر کمزور ہے، اور اس کا خیال نہیں کرتی تو وہ بھی اس سے بے رغبتی کرنے لگتا ہے، اور اس سے معاشرت کرنا صحیح نہیں سمجھتا.

اس کی مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (103082) کے جواب کا مطالعہ کریں.

اللہ کی بندی ہماری نصیحت کا خلاصہ یہ ہے کہ:

ہر چیز سے پہلے تو آپ اپنے دینی معاملات میں جو خلل ہے اسے پورا کریں، اور قبل اس کے کہ ندامت کا سامنا کرنا پڑے جس وقت ندامت کا بھی کوئی فائدہ نہ ہو آپ اپنی دینی خرابی کو صحیح کرلیں.

یونس بن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

ہم جندب بن عبداللہ کے ساتھ چلے اور جب حصن المکاتب پہنچے تو ہم نے عرض کیا ہمیں کوئی وصیت فرمائیں :

تو انہوں نے کہا :

میں تمہیں اللہ کے تقوی کی وصیت کرتا ہوں، اور قرآن مجید کی کیونکہ یہ سیاہ رات کی روشنی اور دن کی راہنمائی وہدایت ہے؛ اس پر عمل کرو چاہے جتنی بھی جدوجھد اور فاقہ اختیار کرنا پڑے، اور اگر کوئی آزمائش آجائے تو آپ اپنی جان کی بجائے مالک کو پیش کریں، اگر تو آزمائش ختم ہوجائے تو ٹھیک، اور اگر نہ ختم ہو تو پھر آپ دین کے علاوہ اپنا مال اور جان پیش کریں، کیونکہ جس کے دین کے خلاف جنگ کی گئی تو محروب وہی ہے، اور جس کا دین سلب ہوجائے تو وہی شخص مسلوب کہلاتا ہے.

آگ کے بعد غنا نہیں، اور جنت کے بعد کوئی فاقہ نہیں آگ اپنے قیدی کو آزاد نہیں کرتی، اور اس کا فقیر غنی نہیں ہوسکتا"

اسے امام احمد نے الزھد (202) میں اور ابن ابی عاصم نے الآحاد والثانی (2048) میں اور امام بیھقی نے شعب الایمان (402/3) طبع مکتبۃ الرشد میں روایت کیا ہے اس کی سند صحیح ہے.

ہم آخر میں آپ کو اللہ سبحانہ وتعالی کا یہ فرمان یاد دلاتے ہیں :

.{یقیناجو لوگ ایمان لائے اور نیک وصالح اعمال کیے عنقریب اللہ تعالی ان کے لیے محبت پیدا کردیگا}.مریم (96).

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں :

اللہ کی قسم اللہ تعالی اہل ایمان کے دل میں ہے، ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ ھرم بن حیان رحمہ اللہ کہا کرتے تھے :

"جو بندہ بھی دل کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالی مومنوں کے دل اس کی طرف پھیر دیتا ہے، حتی کہ اسے ان کی محبت و مودت اور رحملی عطا کرتا ہے"

اسے طبری نے قتادہ تک صحیح سند کے ساتھ تفسیر طبر (262/18) میں بیان کیا ہے.

شیخ سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"اللہ سبحانہ وتعالی کی اپنے ان بندوں پر نعمت ہے جو اپنے اندر ایمان اور عمل صالح جمع کرتے ہیں، اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کے لیے محجت پیدا کردیگا، یعنی وہ آسمان و زمین میں اپنے ولیوں کے دلوں میں اس کی محبت و مودت پیدا کریگا، اور جب ان کے دلوں میں محبت ہوگی ت ان کے بہت سارے اموآسان ہوجائیں گے، اور انہیں خیر و بھلائی اور دعوت وارشاد اور قبولیت وامامت حاصل ہوگی.

اسی لیے صحیح حدیث میں آیا ہے کہ :

"جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبریل کو فرماتا ہے میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبریل اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور پھر آسمان والوں میں منادی کی جاتی ہے :

"اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو تم اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے ، جب اللہ تعالی کسی بندے سے محبت کرتا ہے توجبریل کو فرماتا ہے میں فلاں شخص سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو، تو جبریل اس سے محبت کرنے لگتا ہے اور پھر آسمان والوں میں منادی کی جاتی ہے :

"اللہ تعالی فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تو تم اس سے محبت کرو، چنانچہ آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر اس کے لیے زمین میں قبولیت رکھ دی جاتی ہے "

متفق علیہ.

اللہ تعالی نے ان کے لیے محبت اس لیے پیدا کی کہ وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں، اس لیے اللہ نے اپنے اولیاء میں بھی ان کی محبت پیدا کر دی "انتہی

دیکھیں : تفسیر السعدی (501).

واللہ اعلم.